

## تقدیر کا لکھا ہونا

(مشکوٰۃ المصابیح، حدیث: ۸۰۷۹)

عن عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: کتب اللہ مقادیر الخلائق قبل أن یخلق السموات و الارض بخمسين الف سنة۔ قال: کان عرشه علی الماء۔

”حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے تمام مخلوقات کی تقدیریں زمین و آسمان کی تخلیق سے پچاس ہزار سال پہلے لکھ دی تھیں۔ آپ نے فرمایا: اس وقت عرش پانی پر تھا۔“

## لغوی مباحث

مقادیر: یہ ’مقدار‘ کی جمع ہے۔ ’مقدار‘ کا مطلب پیمانہ ہے۔ قرآن مجید میں آیا ہے: ’وکل شیء عندہ بمقدار‘ اس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں ہر چیز کے لگے بندھے ضابطے، معین پیمانے اور مقرر اوقات ہیں۔ یعنی

لوگوں کی خواہشات پر ان میں تغیر واقع نہیں ہوتا۔

عرش: قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کے لیے عرش کا لفظ اقتدار کے معنی میں بھی آیا ہے اور اس تخت کے لیے بھی جس پر بیٹھا جاتا ہے۔ لیکن اس کی کیفیت یا ماہیت متعین کرنا ہمارے دائرہ علم سے باہر ہے۔

الماء: پانی۔ مولانا امین احسن اصلاحی کی رائے میں اس جملے میں زمین کے اس دور کا ذکر ہوا ہے۔ جب ہر طرف پانی ہی پانی تھا اور کہیں بعد میں براعظم نمودار ہوئے۔

## متون

اس روایت کے متون میں کچھ فرق محض لفظی ہیں۔ مثلاً، بعض روایات میں 'مقادیر الخلائق' کے بجائے 'مقادیر الخلق کلہم' یا 'مقادیر الخلائق کلہم' درج ہے۔ اسی طرح کچھ راویوں نے 'کتب اللہ مقادیر الخلائق' کی جگہ 'قدر اللہ المقادیر' سے یہ مضمون ادا کر دیا ہے۔

اس روایت میں ایک آیت کا حوالہ بھی دیا گیا ہے۔ پورا جملہ 'کان عرشہ علی الماء' ہے کئی روایات میں اس کا حوالہ 'کان' کے بغیر دیا گیا ہے۔

البتہ، مسلم کی تصریح ایک خاص اہمیت رکھتی ہے۔ انہوں نے بیان کیا ہے کہ بعض روایات میں اس آیت کا حوالہ ہی نہیں ہے۔ آیت کے معنی پر غور کرنے سے واضح ہو جاتا ہے کہ یہ آیت اس روایت سے غیر متعلق ہے۔ لہذا قرین قیاس یہی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا حوالہ نہ دیا ہو۔

## معنی

اس روایت کے محل غور نکات تین ہیں۔ ایک یہ کہ مقادیر سے کیا مراد ہے؟ دوسرے یہ کہ پچاس ہزار سال کی مدت کے بیان سے کیا چیز معلوم ہوتی ہے۔ تیسرے یہ کہ 'کان عرشہ علی الماء' کا کیا مفہوم ہے اور کیا اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ سب سے پہلی تخلیق کی گئی چیز پانی ہے۔

سب سے پہلے روایت کے پہلے جملے کو دیکھیے۔ اس میں جو چیز بیان ہوئی ہے، وہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے زمین و آسمان کی تخلیق سے بہت پہلے تمام منصوبہ پوری تفصیل کے ساتھ لکھ دیا تھا۔ اس تفصیل کا اندازہ اس بات سے کیا جاسکتا ہے کہ قرآن مجید میں ایک ایک پتے، ایک ایک ذرے اور ہر خشک وتر کے بارے میں بتایا گیا ہے کہ وہ رجسٹر میں درج ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

”اور اس کے پاس غیب کی چابیاں ہیں۔ اسے اس

کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ وہ جانتا ہے جو خشکی اور تری میں

وَعِنْدَهُ مَفَاتِحُ الْغَيْبِ لَا يَعْلَمُهَا إِلَّا

هُوَ وَيَعْلَمُ مَا فِي الْبُرِّ وَالْبَحْرِ وَمَا

تَسْقُطُ مِنْ وَرَقَةٍ إِلَّا يَعْلَمُهَا وَحَبَّةٍ فِي  
ظُلُمَاتِ الْأَرْضِ وَلَا رَطْبٍ وَلَا  
يَابِسٍ إِلَّا فِي كِتَابٍ مُبِينٍ-

(الانعام: ۶: ۵۹)

ہے اور کوئی پتا نہیں گرتا، مگر وہ اس سے واقف ہوتا ہے  
اور زمین کی تاریکیوں میں کوئی بیج نہیں اور نہ کوئی خشک وتر  
ایسا ہے جو ایک کتابِ مبین میں نہ ہو۔“

جو بات اس روایت میں بیان ہوئی ہے، وہ بطورِ اصول قرآن مجید میں بھی مذکور ہے۔ سورہ قمر میں ہے:

إِنَّا كُلَّ شَيْءٍ خَلَقْنَاهُ بِقَدَرٍ -

(۴۹: ۵۴) ہے۔“

ان آیات اور زیر بحث روایت کے الفاظ کو سامنے رکھیں تو یہ بات متعین ہو جاتی ہے کہ مدعاے کلام صرف یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کائنات کی تخلیق سے بہت پہلے اس کی تمام اشیا کے بارے میں تفصیلات لکھ دی تھیں۔ یہ تفصیلات ظاہر ہے کہ ہر پہلو سے تھیں۔ یعنی ان کی ساخت، خصوصیات، ان سے متعلق واقعات، ان کے وجود میں آنے اور معدوم ہونے کا وقت وغیرہ۔ غرض یہ کہ جو کچھ ظہور میں آنا ہے اور جو کچھ وجود میں لایا جائے گا لکھ دیا گیا ہے۔ اس بات کے بیان سے مقصود یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے علم کی وسعت اذہان میں راسخ ہو اور وہ علم الہی کے بارے میں کسی غلط فہمی میں مبتلا نہ رہیں۔

اس سے ہمارے لیے یہ عظیم حقیقت بھی واضح ہوتی ہے کہ ہماری زندگی کا ایک ایک پہلو اللہ تعالیٰ کے علم میں ہے۔ ہم آج کیا کر رہے ہیں، یہ بات اللہ تعالیٰ کے علم میں آ رہی نہیں آ رہی ہے، بلکہ یہ اللہ تعالیٰ کے علم میں بہت پہلے سے ہے اور زمین و آسمان کی تخلیق سے پچاس ہزار سال پہلے لکھ دی گئی تھی۔ جب یہ بات ہم پر واضح ہوتی ہے تو ہمارا اللہ تعالیٰ پر یقین و اعتماد مزید قوی ہو جاتا ہے۔ جب ہمیں معلوم ہے کہ زمین و آسمان کا کوئی معاملہ اللہ تعالیٰ کے لیے نیا نہیں ہے، ہمارے ساتھ ہونے والا کوئی معاملہ اس کی بے خبری میں نہیں ہوتا، اس کائنات کا کوئی گوشہ اس سے چھپا ہوا نہیں ہے، جو کچھ وقوع پذیر ہو رہا ہے، اس کے ہاں لکھا ہوا ہے تو ہم کسی اندیشے میں کیوں مبتلا ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے یقیناً اپنے ازلی علم کی بنیاد پر ہماری دستگیری کا سامان بھی کر رکھا ہے۔

اس جملے میں بیان کی گئی دوسری چیز پچاس ہزار سال کی مدت ہے۔ یہ ایک خبر ہے اور اگر روایت بیان کرنے میں یا سمجھنے میں راوی سے غلطی نہیں ہوئی تو اس خبر کے درست ہونے میں کوئی شبہ نہیں کیا جاسکتا۔ یعنی جب تک کسی قوی دلیل سے یہ بات واضح نہیں ہو جاتی کہ یہ اطلاع درست نہیں ہے، ہم اسے صحیح سمجھیں گے۔ قرآن مجید میں مقادیر کے ایک کتابِ مبین میں لکھے جانے کا ذکر متعدد مرتبہ ہوا ہے، لیکن اس کے لکھے جانے کا زمانہ بیان نہیں ہوا۔

اس اطلاع کا معنوی پہلو ہم اوپر واضح کر چکے ہیں۔ بعض شارحین نے یہاں یہ کلامی نکتہ پیدا کیا ہے کہ آیا اللہ تعالیٰ کے علم میں یہ پچاس ہزار سال پہلے آئی تھیں یا ہمیشہ سے تھیں اور یہاں صرف لکھنے کا زمانہ بتایا گیا ہے۔ ہمارے نزدیک، اللہ تعالیٰ کی

ذات وقت اور جگہ یعنی زمان و مکان کے پیمانوں سے ماورا ہے۔ ہم چونکہ زمان و مکان کے اسیر ہیں اور انھی پیمانوں سے سوچنے کے عادی ہیں، لہذا ہمارے فہم کی تقریب کے لیے یہ اسلوب اختیار کیا جاتا ہے۔ لہذا ان الفاظ سے اس کی حقیقت سمجھنے کی کوشش کرنا اپنی حدود سے تجاوز ہے۔

تیسرا اہم نکتہ 'کان عرشہ علی الماء' سے متعلق ہے۔ سب سے پہلے تو یہ سمجھنے کی ضرورت ہے کہ قرآن مجید میں یہ کس مفہوم میں آیا ہے۔ چنانچہ قرآن مجید کا وہ مقام، یہ جملہ جس کا حصہ ہے اس طرح سے ہے:

”اور زمین کے ہر جان دار کا رزق اللہ ہی کے ذمہ ہے۔ اور وہ جانتا ہے اس کے ٹھکانے اور مدفن کو۔ ہر چیز ایک واضح کتاب میں درج ہے۔ اور وہی ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو چھ دن میں پیدا کیا اور اس کا عرش پانی پر تھا، تاکہ تمہیں جانچے کہ کون اچھے عمل کرنے والا ہے۔ اور اگر تم کہتے ہو کہ مرنے کے بعد تم لوگ اٹھائے جاؤ گے تو یہ کافر یہ کہتے ہیں کہ یہ تو بس ایک کھلا ہوا جادو ہے۔“

وَمَا مِنْ دَابَّةٍ فِي الْأَرْضِ إِلَّا عَلَى اللَّهِ رِزْقُهَا وَيَعْلَمُ مُسْتَقَرَّهَا وَ مُسْتَوْدَعَهَا، كُلٌّ فِي كِتَابٍ مُبِينٍ۔ وَ هُوَ الَّذِي خَلَقَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ فِي سِتَّةِ أَيَّامٍ وَ كَانَ عَرْشُهُ عَلَى الْمَاءِ لِيَلْوَكُمْ أَيُّكُمْ أَحْسَنُ عَمَلًا، وَ لَئِنْ قُلْتُمْ إِنَّكُمْ مَبْعُوثُونَ مِنْ بَعْدِ الْمَوْتِ لَيَقُولَنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا إِنْ هَذَا إِلَّا سِحْرٌ مُبِينٌ۔ (ہود: ۶-۷)

ان آیات میں زمین و آسمان سے پہلے کے معاملات زیر بحث ہی نہیں ہیں۔ یہاں یہ بتانا مقصود ہے کہ زمین و آسمان کی تخلیق کے بعد اللہ تعالیٰ ان کے معاملات کو کس طرح سے چلاتے چلے آ رہے ہیں۔ چنانچہ مولانا امین احسن اصلاحی نے اسے زمین ہی کے اوپر گزرنے والا ایک دور قرار دیا ہے:

”و کان عرشہ علی الماء‘۔ ’عرش‘ خدا کی حکومت کی تعبیر ہے۔ مطلب یہ ہے کہ اس کرہ ارض کی خشکی نمودار ہونے سے پہلے پہلے یہ سارا کرہ مائی تھا اور اللہ کی حکومت اس پر تھی۔ پھر پانی سے خشکی نمودار ہوئی اور زندگی کی مختلف النوع انواع وجود میں آئیں اور درجہ بدرجہ پورا عالم ہستی آباد ہوا۔ یہی بات تو رات میں بیان ہوئی ہے، اگرچہ اس کے مترجموں نے مطلب خط کر دیا ہے۔ کتاب پیدائش کی پہلی ہی آیت میں یہ الفاظ ہیں: اور گہراؤ کے اوپر اندھیرا اور خدا کی روح پانی کی سطح پر گردش کرتی تھی۔“ (تدبر قرآن، ج ۴، ص ۱۰۹)

مولانا امین احسن اصلاحی مرحوم کی اس تصریح سے واضح ہو جاتا ہے کہ قرآن مجید کے اس جملے کا زیر بحث روایت کے موضوع سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ یہ اضافہ قرین قیاس یہی ہے کہ کسی راوی نے کیا ہے اور خیال ہوتا ہے کہ اس کا سبب جمع حدیث کے زمانے میں اس تفسیری رائے کا مقبول ہونا بنا ہے۔ غرض یہ کہ ہمارے نزدیک، اس روایت کے وہ متون ہی صحیح ہیں جن میں

یہ جملہ روایت نہیں ہوا۔

کتا بیات

ابن کثیر ج ۲، ص ۲۶۹۔ اعتقاد اہل السنہ، ج ۴، ص ۵۷۹۔ القدر، ج ۱، ص ۱۰۱۔ تحفۃ الاحوذی، ج ۶، ص ۳۰۷۔ مسلم، کتاب القدر، باب ۶۔ سنن ترمذی، کتاب القدر، باب ۱۴۔ مسند احمد، مسند عبد اللہ بن عمرو بن العاص۔

## تقدیر کا دائرہ اثر

عن ابن عمر رضی اللہ عنہ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: کل شیء بقدر حتی العجز و الکیس۔

”حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہر چیز مقدر کر دی گئی ہے، یہاں تک کہ بے چارگی اور ہوشیاری بھی۔“

### لغوی مباحث

قدر: مقدار، اندازہ، طے شدہ شرح۔

حتی: یہ یہاں حرف جار کی حیثیت سے استعمال ہوا ہے۔

عجز: در ماندگی و بے چارگی۔ کسی معاملے یا عمل کو کسی بھی سبب کے تحت نہ کرنے کی حالت میں ہونا۔

الکیس: یہ لفظ سمجھ داری کے معنی میں بھی آتا ہے اور چستی اور چالاکی کے معنی میں بھی۔ یہاں یہ دوسرے معنی زیادہ موزوں لگتے ہیں۔

### متون

صاحب مشکوٰۃ نے اس روایت کا ایک حصہ منتخب کیا ہے۔ پوری روایت میں صحابہ کی قدر کے بارے میں عمومی رائے بھی بیان ہوئی ہے۔ مثلاً دیکھیے مسلم میں روایت کے الفاظ یہ ہیں: